



سوال

(435) رہن بعض علماء کے نزدیک

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کے پاس پچاس بیگھ زمین ہم کو رہن دہی دے دو اس کی مالگڈاری بھی ہم ادا کریں گے اور زمین آباد کریں گے جس سے امید ہے کہ سینکڑوں من غلہ پیدا ہو اور نفع ہو اور یہ بھی احتمال ہوا کہ پیدا ہو اور کم ہو مالگڈاری میں اور آبادی میں جو خرچ ہوا ہے اس سے بھی کم پیدا ہو اور نقصان ہو اس طرح روپیہ دے کر زمین رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صورت مرقومہ میں رہن اراضی بعض علماء کے نزدیک جائز ہے ان میں سے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم بھی ہیں اور اصل قیاس ہے اس حدیث پر جس میں ذکر ہے کہ جو شخص گھوڑا یا گائے رہن رکھے وہ نفع کے بدلے میں دو دھ اور سواری کا فائدہ لے سکتا ہے، اللہ اعلم (الجمہیٹ امرتسر ۱۳، ۱۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء ص ۱)

شرفیہ :-

دلیل مجوز عام کی عام نہیں خاص ہے عام کو یا غیر مخصوص کو مخصوص پر قیاس کیا گیا ہے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ جو حکم خلاف قیاس ہو وہ مورولص پر منحصر رہتا ہے اس لئے وہ خلاف قیاس ہے اور حکم باری تعالیٰ

لَا تَأْتُوا مَوَالَئِكُمْ بِأَنْبِطَل ۲۹ سورة النساء وقوله صلى الله عليه وسلم ان دما نكم واموالكم واعرا ضكم عليكم حرام الحديث متفق عليه، (مشکوٰۃ ص ۲۳۳ ج ۶)

اصل اموال میں حرمت قطعی ہے جب اصل اموال میں حرمت ہے تو جب تک صحیح دلیل سے حلت کی تصریح نہ ہو قیاس سے خصوصاً جو حکم خلاف قیاس ہو کسی مال کے قیاس سے حلت ثابت نہ ہوگی اور دلیل مجوز انتفاع کی جو تمام اشیاء لے مرہونہ سے انتفاع کو جائز بتاتا ہے یہ ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الظہیر کب بنفۃ اذاکان مہونا ولبن الدریشرب بنفۃ اذاکان مہونا وعلی الذی یرکب ویشر بنفۃ رواہ البخاری، (مشکوٰۃ ص ۶۵۰ ج ۱) اور بنفۃ میں بار بدل اور عوض کی ہے کہا: یدل علیہ اثر الذی رواہ البخاری فی ترجمۃ الباب قال باب الہن مرکوب وعلوب وقال المغیرة عن ابراہیم ترکب الضالۃ بقدر علفها تحلب بقدر علفها والہن مشلہ انتقی، (ص ۶۳۱ ج ۱) بطبوعہ مجتہبی دہلی



امام بخاری نے حدیث کا معنی یہ بتایا ہے کہ سواری مرکوب کی اور شراب لین مخلوب بقدر اجرت سواری و قیمت دودھ ہے اس سے زاید حرام ہے جیسے کہ اول مذکورہ سے اصل حرمت ثابت ہے اور چونکہ دونوں چیزیں ہی خلاف قیاس مخصوص ہیں لہذا ان پر کسی چیز کو قیاس کرنا جائز نہیں اور ویسے بھی یہ قیاس مع الفارق ہے اس لئے کہ جانور مرہون بلاغذا بلاک ہو جائے گا، بخلاف زمین وغیرہ کے بلکہ زمین بلا جوتنے کے اور عمدہ ہو جائے گی اگر زمین جوتی ہوئی نہ جائے تو بخر ہو کر کھر ہو جانے کا خطرہ یقینی ہے جیسا کہ زراعت کرنے والوں پر مخفی نہیں اگر اربعین مرتن سے ۲۰، ۱۰ سال تک بھی زمین واپس نہ لے سکا اور مرتن نے اس کو یوں ہی پڑے رہنے دیا تو وہ یقیناً حراب ہو سکتی ہے لہذا اور اشیاء کا اس پر قیاس مع الفارق ہے جو باطل ہے اگر اراضی کو ان پر قیاس بھی کیا جائے تو پھر بقدر نفقہ لیا جائے گا پس انتفاع اراضی مرہونہ باطل ہو اور اراضی مرہونہ کے بارے میں تو کثیر العمال میں احادیث بھی وارد ہیں ان میں اس امر کی یعنی حساب بقدر نفقہ کی تشریح ہے گوان میں کچھ کلام بھی ہے مگر میں اولہ قطعہ کے موافق ملاحظہ ہو فتاویٰ مذیریہ **وَإِنْ نَبْتُمْ فَلَكُمْ زُؤُسٌ أَمْوَالِكُمْ** (پ ۶۳) سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ قرض کو مرتن ہو یا غیر مرتن اس المال سے زاید ایک پستہ وجہ بھی لینا حرام ہے یا ہے اس کی تصریح ایک حدیث اور اثر سے بھی وارد ہے،

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا قرض فلا یأخذ بیدہ رواہ البخاری فی تاریخہ وعن ابی موسی قال قدمت المدینۃ ملقیۃ عبد اللہ بن سلام فقال لی انک بارض فیہا الریافش فاذا کان لک علی رجل حق ناہدی الیک حمل تین ار حمل قت فلا تاخذنا نہ ربارواہ البخاری فی صحیحہ فی المناقب فی ترجمۃ عبد اللہ بن سلام رص ۵۳۸ ج ۱ مطبوعہ مجتہبائی دہلی

اور حدیث لا یطلق الربہن لرجلین واقعی محدثین نے اختلاف کیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس حدیث میں محدثین اختلاف کریں، وہ قطعاً غلط ہو یہ جب ہے کہ ایک راجح اور بالکل صحیح ہو دوسری بالکل مرجوح غیر صحیح ورنہ بعض نے تو صحیحین کی بعض روایتوں میں بھی اختلاف کیا ہے اعتراض کیا ہے مگر ان کا اعتراض یا اختلاف غلط ثابت ہو اور حدیث محبوبہ کی بعض محدثین ابن عبدالبر اور عبدالحق نے متصل سند سے تصحیح کی ہے اور حافظ صاحب نے صرف وار قطنی اور بیہقی کی روایت کو کہا ہے کہ ای کل طر قبا ضعیفہ اور اسانید کو نہیں کہا، یہ عجیب کو مغالطہ ہوا ہے باقی رہا مدرج ہونے کا اعتراض تو اس کا جواب یہ ہے کہ اور راجح کا علم چار طریق سے ہوتا ہے یدرک الادراج بورود روایت مفصلۃ للمدرج ہمانیہ اوبالتفصیل علی ذلک من الراوی اومن بعض الایۃ المطلقین اوباستحالیۃ کون النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ذلک کذانی شرح نخبہ الفکر ۲۳

اور یہاں تیسری صورت ہو سکتی ہے جسکی بنا جہاد پر ہے جو قطعی نہیں اور رواۃ کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لفظ مرفوع ہے یا موقوف مدرج پس ادراج کی تقدیم ترجیح بلا مرجحے اور اصل حدیث مرفوع میں رفع ہی ہوتا ہے جب تک کہ عدم رفع صحیح دلیل سے صراحت ثابت نہ ہو جو یہاں ہے نہیں اور پھر یہاں روایت نہ بھی ہوتی تب بھی حدیث صحیح بخاری کا ہی مطلب حرمت کا تھا اس روایت سے اس کی شرح و تفصیل و تصریح تھی اور بس اصل مطلب خود حدیث بخاری کتاب اللہ ہی سے ثابت ہے بتالیے لا یطلق الربہن لرجل کا معنی علیہ غرمہ کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا ہے کہ جب وہ مال راہن کا ہے تو پھر نفع و نقصان کا وہی مالک ذمہ دار ہے اور یہ کتنا لغو قول ہے کہ اتصال والا بھی ارسال کی نفی کرتا ہے اور ارسال والا ارسال کا اثبات پھر تو محدثین کا یہ اصول بیان کرنا ہی غلط ہو جاتا ہے جس سے معاذ اللہ ان کی امر سے ناواقعی کی طرف اشارہ ہے یہ خطا الحواشی ہے اور وار قطنی پر تعارض کا اعتراض بھی صحیح نہیں ان کی سندیں کئی ہیں بعض کو متصل بتایا بعض کو ضعیف اور حاکم یا ترمذی کت مسائل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا بلکہ ان ہر **یلتصیح** غلط ہو ہاں جب کوئی محدث باقاعدہ اس پر جرح کرے تو وہ قابل قبول ہے اور ابوداؤد کی اپنی کتاب میں ارسال کو ترجیح دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور کتب میں بھی ارسال ہی ہو اور مختار الصحاح میں ہے،

ربا لشی زادوا ایضافیہ اریست اذاخذت مما اعطیت انتی

پس وہ زیادتی بلا معاوضہ ہی ہوگی اگر غیر علیہ غرمہ کو نظر انداز کیا جائے تو بتائیے گائے، بھینس، یا گھوڑی مرہونہ مرتن کے پاس بچے دیں تو وہ کن کے اور اگر وہ خود ہی مرجائیں تو نقصان کس کا زائد ہم دتدب

(ابوسعید شرف الدین دہلوی)

فائدہ مرحول :-

چیز مرہون سے فائدہ لینا مرتن کو جائز نہیں کیونکہ یہ سورہے اور مسلمان بجائی کامال وجر سے کھانا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۚ ۲۹ سورة النساء ...

وقال رسول الله صلى الله عليه واله سلم ان دما نكم واموالكم واعرضنكم حرام عليكم كحر
 الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَتَّخِذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَسْبًا ۗ سِوَىٰ ذَٰلِكَ جِزْيُ الَّذِينَ يُؤْتُونَهُم بِالْإِيمَانِ لَمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۗ ۲۷۵ سورة البقرة
 متروکم بذا وبلد کم بذا و شہر کم بذا متفق علیہ

اگر مرتن کھیتی کرے یا مکان کرایہ پر دلوے یا حیوان کو کھلانے تو جو کچھ خرچ کرے اس کی آمدنی سے اتنا لے لے اور باقی اس کے پاس امانت ہے یہ تو رہن کے قرض میں شمار
 کرے جب اس کا قرض پورا ہو جائے تو مرہون کو واپس کرے یہ وہ باقی فائدہ رہن کو دے دلوے اس کا مرتن کو جائز نہیں اس واسطے وہ حرام اور سود ہے صحیح بخاری میں ہے،

قال رسول الله صلى الله عليه واله سلم الظهير يركب بنفقة اذا كان مرهونا ولبن الدر يشرب ويشرب بنفقة اذا كان مرهونا وعلى الذي يركب ويشرب النفقة

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا خرچ کرے اسی قدر سواری کرے اور دو دھپیے اس حدیث کے ہی سے صحیح بخاری میں ہیں،

قال المغيرة عن ابراهيم تركب الضالمة بقدر علفها وتغلب بقدر علفها والرهين منبها وجمع البجار من سبه الظهير يركب بنفقة امي الداية والظاهر ان المرهون لا يعطل منافعه ينتفع بها بالنفقة
 كذب احمد واسحق قال لا ينتفع بجلب وركوب دون غيرهما بقدر النفقة واجيب فلا يمنع الرهن الراهن من الانتفاع بالرهون ولا يسقط عنه الانفاق انتهى

اور فاتح الباری میں بھی اسی طرح ہے بتفصیل تمام مطوں کے دیکھنے والے مستفی پر ہمیز گار کو اس سے خوب شفاء ہو جاتی ہے اور صحیح بخاری میں ہے،

عن سعيد بن ابى بردة عن ابيه قال اتيت المدينة فلقيت عبد الله بن سلام فقال الاتجى فاطمك سويقا وتمرافد غل في بيت ثم قال انك بارض الوهاباش اذ كان لك على رجل حق فاهدي
 اليك غملى تبن او حمل خير او حمل قت فلاناخذه مانه ربا اتنى، (جاص ۵۳۸) اور ابن ماجہ میں ہے عن يحيى بن انى السخى النبائى قال سالت انسا الزجل منا بقرض اغاه المال فيمدي له قال قال
 رسول صلى الله عليه واله سلم اذا قرض احدكم قرضا فاهدي له او حمل على الداية فلا يركبها ولا يقبله الا ان يكون جري ينة وينه قبل ذلك -

ان سب سے معلوم ہوا کہ جو کچھ خرچ کرنے کے بھیکے وہ راہن کو دے دلوے یا اس کے قرض میں حساب کرے خواہ مکان مرہون ہو یا زمین یا باغ یا حیوان اگر راہن خود خرچ کرے تو
 مرتن کو کوئی چیز یعنی جائز نہیں نہ دودھ پنانہ سواری کرنا نہ مکان کے کرایہ کی آمدنی سے لینا اور نہ زمین کی زراعت اور باغ کے پھل سے لینا جائز ہے اس واسطے کہ یہ حرام ہے اور
 سود ہے واللہ اعلم ، (عبدالرحمن عصفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان مرحوم دہلی)

(۲۳ جمادی الثانی ۳۹ھ - ۴۰ھ)

تغاب :-

انتفاع بالمرہون کے بارے میں جمہور علماء ہر شے مرہون میں حرمت کے قائل ہیں اور بعض علماء ظہر اور لبن الدین جواز انتفاع اور اس کے اسوا میں مثل جمہور علماء حرمت کے
 قائل ہیں - فتح الباری میں ہے -

مع قول احمد واسحق وطائفة قالوا ينتفع المرتن من الرهن بالوكوب والحلب بقدر النفقة ولا ينتفع بغیره بما انتى، (۶۸ ج ۶)

سبل اسلام میں ہے ذہب احمد واسحق الى العمل بظاہر الحدیث ونحو ذلك بالوكوب والدر نقالوا ينتفع بما بقدر قيمة النفقة ولا يقاس فیہا علیہا انتى -



غرض ماسوائے ظہر دلہن الدر میں سب علماء حرمت کے قائل ہیں اور خاص ارض مرہوز کے بارے میں ووحیدتیں بھی آچکی ہیں جن کا حصول یہ ہے کہ بعد وضع خرچ اخراجات کے باقی بچے وہ قرضہ میں محسوب ہونا چاہیے۔

یہ مانا کہ ہر دو حدیث اعلیٰ لبتہ کی نہیں ہیں اولیٰ کی ہیں لیکن بعض علماء کے قول سے تو ان کی حیثیت کم نہیں ہے پس الجلد ۶ مارچ ۱۹۳۵ء سہ کے جواب نمبر ۱۰۱ میں میرے خیال میں دو اندیشی اور غور سے کام نہیں لیا گیا جو راجحیہ نازک معاملے میں ایسا کلمہ کھلا فتویٰ جواز کا دے دیا گیا ہے۔

اراضی مرہونہ کا نفع

گزارش ہے کہ اخبار الجلد ۶ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء سہ کے صفحہ نمبر ۱۰۰ اکالم نمبر ۱۰۱ سوال نمبر ۱۰۱ نظر سے گزار جو کہ اراضی مرہونہ سے نفع اٹھانے کے متعلق تھا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ ”زمین کی مالکداری اگر مرتن کے ذمے ہے تو زمین کی پیداوار حاصل کر سکتا ہے“

اس پر مولوی محمد یوسف صاحب ساکن زیرہ فیروز پور نے عدم جواز کا تعاقب فرمایا ہے جو اخبار حکم مئی ۲۵ء سہ نمبر ۱۰ پر درج ہے میں اس کے متعلق تین اکابر علمائے کرام کا فتویٰ پیش کرتا ہوں امید ہے کہ آپ اس سے بھی شائع فرمائیں گے، مولانا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم فرماتے ہیں اراضی مرہونہ سے مرتن کو نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ اس سے نفع لینا راہن اس وقت نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ وہ تمام مالکداری ادا کرے اور راہن اجازت دے **مجداً عن الشفقت علی للہون بموجب حدیث الظہر بہر کب** (الحدیث) گھوڑا وغیرہ جانور اگر گرد ہوں تو ان کی خوراک کے عوض مرتن ان پر سوار ہو سکتا ہے اور دودھ پی سکتا ہے یہ دونوں روایتیں مشحونہ ہیں،

(الوسعید محمد حسین)، (مولانا محمد صاحب دہلوی)

(مولانا طاہر بھادی مدرسہ احمدیہ ارہ رحال مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ان حضرات کی دلیل بھی یہی حدیث ہے مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں اگر اراضی مرہونہ پر کل اخراجات مرتن خود کرے اور راہن کے ذمے حالت رہن میں کوئی خرچ نہ ہو تو اغلب مرتن کو نفع بھوس اپنے نفع کے جائز ہوگا، جمہور کا مذہب اس کے خلاف ہے مولوی ابو طاہر کے مختصر الفاظ ہیں یہ ہیں:

کلام فی الانتفاع بالارض المرہونہ اذا کان السنون علیہ من نفعہ وغیرہ امامتہ عوالیہ الحاجہ علی

(محمد امین از امرت مرکثرہ بہائی)

مولوی محمد امین صاحب نامہ نگار ہڈانے یہ تینوں فتوے قلمی مجھے دکھائے ہیں واقعی ان تینوں صاحبوں کے دستخطی ہیں، (۲۲ مئی ۲۵ء سہ)

فتویٰ بابت انتفاع از مرہونہ

جناب مولانا صاحب مہربانی کر کے بغرض فائدہ عام فتویٰ ہذا شائع فرمادیں

(عین الدین ولب پوری)

شے مرہون کے ساتھ نفع لینے میں اجازت راہن کو کچھ دخل نہیں بلکہ سود ہے مگر چند اشیاء مرہونہ سے نفع لینا جائز ہے



قال رسول الله صلى الله عليه واله سلم الظهير كعب بنفقہ اذا كان مرهونا ولين الدریشرب بنفقہ اذا كان مرهونا رواه البخاري

وغیرہ اس حدیث میں سبب نفقہ کے مرتن کو اشیاء مرہونہ سے فائدہ درست کہا گیا ہے ان اشیاء مرہونہ کے ساتھ اور بھی بقیاس لاحق ہو سکتی ہی بعلت نفقہ اور کسب بھی مثل نفقہ ہے اگر زمین رہن رکھ کر خود آباد کی اپنے نفقہ و کسب میں جواز نکلتا ہے

قال اشوكاني في النبل فتكون النفقات المنصوص عليها في الحديث للمرتن وليحق غير ما من النفقات بها بالقياس لعدم الفارق والحسب من حملتها فلا وجه للفرق بينه وبينها فتكون كلها للمرتن والسون وعليه من نفقہ وغيره ما تمتد عو به الحاجه للمرتن انتی

اور اگر علت نفقہ و کسب اپنا نہ ہو تو شے مرہون سے فائدہ لینا سود و ناجائز ہی لگان و ماگذازی مرتن ادا کے نہ رہیں، واللہ اعلم و علم بحورہ

(احمد سلمہ الصمد مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی)

حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پر تاب گڈھی ژم الدبلوی رحمۃ اللہ علیہ کیے ازمشاہیر کا پر البحدیث ہند کثر اللہ سولوہم

وقال في الفتح وفيه حجة لمن قال يجوز للمرتن الانتفاع بالمرهون اذا قام بمصلحته ولم ياذن المالك

ہا اگر مرتن لگان اور ماگذازی اس زمین پر ادا نہ کرے تو البتہ سود ہوگا۔

خیر یہ طاہر البہاری عفی عنہ الباری المدرس الاول فی المدرستہ احمدیۃ الکانتی فی البدۃ ارہ (۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ)

مرتن کو اشیاء مرہونہ سے فائدہ اٹھانا لایب جائز اور درست ہے

اخبار البحدیث مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء سہ میں کسی صاحب سے طرف سے یہ مضمون نکلا ہے کہ اشیاء مرہونہ کت ساتھ مرتن کو فائدہ اٹھانا درست ہے یا نہیں؟ جواباگذازش ہے کہ جائز و درست ہے،

اخرج البخاري بلفظ الظهير كعب بنفقہ اذا كان مرهونا ولين الدریشرب بنفقہ واخرجه ابن مانه عن ابی ہریرۃ مرهونا والوداود عنه لبن ادلدر سحلب بنفقہ اذا كان مرهونا والظهير كعب بنفقہ اذا كان مرهونا وعلی الذي سحلب ويركب النفقہ قال الوداود وهو عندنا صحیح انتی داخرج الترمذی عنه مرفوعا الظهير كعب اذا كان مرهانا ولبن الدریشرب اذا كان مرهونا وعلی الذي يركب ويشرب نفقہ قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح واخراج الحاکم والدارقطنی من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً الرهن مرکوب ومحلوب۔

خلاصہ ان تمام روایات کا یہ ہے کہ اشیاء مرہونہ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے مگر بعض عالم یرکب ویشرب کا فاعل راہن کو بتاتے ہیں اور بعض مرتن کو فریق ثانی کا قول حق ہے اس لئے کے بعض روایات میں لفظ مرتن آچکا ہے چنانچہ وہ روایت ہے،

حدیثنا احمد بن داؤد حدیثنا اسمعیل بن ابراہیم المصانع حدیثنا ہشیم عن زکریا عن اشبی عن ابی ہریرۃ مرفوعاً اذا كانت الدار من مرهونہ نعلی امرتین علفها ولبن الدریشرب وعلی الذي يشرب نفقہا

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرتن یرکب ویشرب کا فاعل ہے باقی جو احادیث میں مرتن کو اشیاء مرہونہ کے ساتھ اور کسی قسم کی شرط جو منفعہ میں ہو اس سے روکا گیا ہے جیسا کہ صاحب سبل السلام وغیرہ نے کہا ہے صاحب اعلام الموقین نے اس بحث کو بسط کے ساتھ لکھا ہے،

(عبدالستار گلانوری، نزہیل دہلی)، (۸ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ)

کیا اشیائے مرہونہ سے مرتین کو نفع لینا جائز ہے

اس مضمون پر اہلحدیث میں علماء نے خامہ فرسائی کی ہے مولوی عبدالستار صاحب و مولوی عبدالجبار صاحب جواز کے قائل ہیں اور مولوی عبدالوہاب صاحب عدم جواز کے قائل ہیں ناچیز کچھ تفصیل سے دونوں حضرات کے دلائل بیان کر کے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے مولوی عبدالوہاب صاحب یا وہ حضرت جو عدم جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ روایت ہے لایطلق الرہن من رابنہ لہ غنمہ وعلیہ غرضہ ابن حبان

مولوی عبدالجبار صاحب کا یہ فرمانا کہ روایت ایسی کتابوں کی ہے جن میں سب قسم کی حدیثیں ضعیف، موضوع، منقول، منقطع، مرسل بھری ہوئی ہے میرے خیال میں یہ الفاظ مناسب نہیں کیونکہ وہ علاوہ صحیحین، سنن اربع میں بھی ضعیف، منقول، منقطع، مرسل سے لازم آتا ہے سکہ سنن اربع کی روایت ناقابل قبول ہیں اہل بن سے لازمی ہے کہ وہ کسی طبقہ کی کتاب کیوں نہ ہو سب کی روایات پر غور کریں ان کی روایت دیکھیں علمائے محدثین کے کلام پر غور کریں کہ انہوں نے کیا خیال فرمایا ہے بہت ممکن ہے کہ ایسی کتابوں میں صحیح روایات اکثر موجود ہوں اور جب کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ علامہ ابن جوزی، حافظ ذہبی ایسے حضرات سے اکثر ایسی موضوع اور ضعیف روایتوں کی تخریج فرمادی ہے اس لئے ان کی کتب سے ایسی کتابوں،

(ب۔ ۱۔ حضرت العلام مولانا عبدالوہاب صاحب آروی کا مضمون بہ سرخی اشیاء کے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ سود ہے ۳ ستمبر ۱۹۱۸ء سہ صفحہ نمبر ۵ اخبار اہلحدیث امرتسر میں ہے اس کا جواب حضرت العلام مولانا عبدالجبار صاحب کنڈیلوی کے قلم سے یہ سرخی "اشیاء مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے سود نہیں" ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء سہ کے اہلحدیث نمبر ۹ پر شائع ہوا ہے پھر اس کا جواب مولانا آروی صاحب نے ۶ دسمبر ۱۸ء سہ کے اہلحدیث نمبر ۹ پر شائع کر دیا ہے فریقین کے مضامین نہایت قیمتی معلومات سے پر ہیں ان ہی کی طرف جناب مولانا خالد صاحب بھوپالی نے اشارہ فرمایا ہے افسوس کہ فتاویٰ کی محدود ضمانت کے پیش نظر ہم ان علمی مقالات کو مکمل طور پر شائع نہ کر سکے شائقین مذکورہ بالا پرچہ جات میں ان تفصیلی مقامات کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں، (مولف))

کے رواد کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث متذکرہ بالا کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ :-

لا یطلق الرہن من رابنہ لہ غنمہ وعلیہ غرضہ واہ ابن حبان فی صحیحہ الدار قطنی را الحکم والیہستی من طریق زباد بن سعد عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لایطلق الرہن لہ غنمہ وعلیہ غرضہ واخرجہ ابن ماجہ من طریق اسحاق بن راشد عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ مرفوعاً واخرجہ الہاکم من طرق الزہری موصولہ ایضاً وراہ الادیاعی ولونس وابن ابی ذئب عن الزہری عن سعید مرسلاً وراہ المشافعی عن ابن ابی فدیك وابن ابی شیبہ عن کعب وعبدالرزاق عن المشوری کلہم من ابن ابی ذئب کذلک ولفظہ لایطلق الرہن من صاحبہ الذی رہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرضہ قال اشافعی غنہ زیادۃ دینہ و غرضہ بلاکہ و صحیح الوداد والبزار والدارقطنی وابن المقطفان ارسالہ ولہ طرق فی الدار قطنی والیہستی کما ضیفہ و صحیح ابن عبدالبر و عبدالحق و صلہ، (تلخیص النجیر نمبر ۶۳۲)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابن خرم ایک روایت اور نقل فرمائی ہے جو یہ ہے

وروی ابن خرم من طریق تاسم بن اصبح نامحمد بن ابراہیم ناسکی بن ابی طالب الانطاک وغیرہ من اہل الثمنا نصر بن عاصم الانطاک ناشابہ عن ورقاء عن ابی ذئب عن الزہری عن سعید بن المسیب و ابی یزید بن عبدالحق عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یطلق الرہن لہ قال ابن خرم ہذا استاد حسن قلت اخرجہ الدار قطنی من طریق عبداللہ بن نصر الاصم الانطاک عن شہابہ بن وصحما عبدالحق و عبداللہ بن عاصم تصحیف وانما ہو عبد بن نصر الاصم سقط عبداللہ و صرف الاصم المعاصم، (تلخیص النجیر نمبر ۶۳۲)

غرض اس روایت کا مدار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہے اور کسی صحابی سے روایت معلوم نہیں ہوتی اور اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کے اکثر طرق ضعیف ہیں اور



ساتھ ہی مرسل بھی ہے البتہ اگر اوپر یقینوں سے بصحت مروی ہوتی اور اس کے خلاف کوئی اصح روایت نہ ہوتی تو ضرور قابل عمل ہو سکتی تھی لیکن اس کے مخالف صحیح روایت موجود ہے

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ کان یقول الظہر یرکب بنفقۃ اذاکان مرہونا ولبن الدریۃ یشرب بنفقۃ اذاکان مرہونا وعلی الذی یرکب ویضرب النفقۃ
(نیل الاوطار ص ۱۰۲ بحوالہ ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد)

پہلا مذہب امام ابوحنفیہ، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور دوسرا مذہب امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے امام احمد کے موافق ایک اور حدیث بھی ہے،

اذاکان الداہیہ مرہونۃ نعلی امرتہن علفھا ولبن الدریۃ یشرب وعلی الذی یشرب نفقۃ رواہ احمد

اس روایت کے متعلق علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

الحدیث لہ الفاظ منہا ما ذکرہ المصنف رمنہا بل یفہم الرہن مرکوب ومحبوب رواہ الدارقطنی والحکم وصحیحہ من طریق الاعمش عن صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً قال الحاکم لم یخرجہ لان سفیان وغیرہ وقضوا علی الاعمش وقد ذکر الدارقطنی الاختلاف فیہ علی الاعمش وغیرہ درج الموقوف وبہ خرم الترمذی وقال ابن ابی حاتم قال ابی ہریرۃ یعنی ابی معاویہ مرہونۃ ثم ترک الرفع بعد ورجح ابی ہریرۃ ایضاً الواقفی رنیل الاوطار ص ۱۰۳

غرض اس پر اتفاق ہے کہ جس میں لفظ مرتہن کی زیادتی ہے وہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں علامہ شوکانی نے اس قول کی تائید میں ایک حوالہ حماد بن سلمہ کی روایت کا اور دیا ہے

دیویدہ ما وقع عنہ حماد بن سلمۃ فی جامعہ اذا ارثتہن شاة شرب المرثتہن من لثنتہا بقدر علفھا فان استفضل من اللبن بعد ثمن العلف فهو با نفعیہ دلیل علی انہ یجوز للمرثتہن الانتفاع بالرہن رنیل
(الاطار نمبر ۱۰۲)

لیکن اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتہن بقدر مضارفت نفع اٹھا سکتا ہے مگر یہ روایت حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ وعلامہ شوکانی رحمۃ اللہ نے استشہاد اپنی کی ہے اور اس میں کہیں لفظ مرفوعاً نہیں قطع نظر اس کے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد بن سلمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ احترام کیا ہے اور امام مسلم نے بطور شواہد ان کی روایت لی ہے حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ :-

ترکب الضالۃ بقدر علفھا تکتب وتکتب بقدر علفھا وبہذا الا تروصلہ سعید بن منصور عن شیم عن مغیرۃ نہ

”یعنی جیسا کہ امام بخاری نے فرمایا! وقال مغیرہ عن ابراہیم النخعی ”تو مغیرہ تک سعید بن منصور نے وصل کیا ہے اور اسی روایت کی حماد بن سلمہ نے توجیح کی ہے،

حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث مرفوع الظہر یرکب کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں،

وفیہ حجة لمن قال یجوز للمرثتہن الانتفاع بالرہن اذا قام بمصلیۃ ولو لم یاذن بہ المالك وهو قول احمد واسحاق وطائفة قالوا ینفع المرثتہن من الرہن بالکوب والکلب بقدر النفقۃ ولا ینتفع بغیرہما للضوم

(فتح الباری نمبر ۱۰۱)

اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے کسی صحیح روایت میں انتفاع کو محدود نہیں فرمایا اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے علاوہ سواری دودھ کے جانوروں کے انتفاع کو ناجائز قرار دیا ہو بلکہ یہ حکم عام ہے اور مرتہن کو اختیار ہے کہ وہ جس قدر چاہے اس سے نفع اٹھائے اور ہر شے مرہونہ سے وہ متمتع ہو سکتا ہے علامہ وقت شاہ ولی اللہ صاحب



رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ پر نئی روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں :-

میرے نزدیک ان دونوں حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں حکم عام ہے مگر جس وقت راہن کو شے مرہونہ کت تلفت یا ہلاک کا خوف ہو اور مرتن اس کا خرچ اٹھانے تو ایسی صورت میں لوگ جس قدر انصاف کر دیں اس لئے سے مرتن نفع اٹھا سکتا ہے گو حضرت شاہ صاحب نے دونوں روایتوں میں تطبیق دینے کی کوشش فرمائی ہے مگر پھر بھی اغراض متذکرہ بالا کا جواب نہیں ہو سکتا چنانچہ علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

امثال الرابع والسمعون ورد الیہ الثابتہ الصیحۃ: بخوار کو ب المرتن الدرادیہ امر ہونہ وشریہ لبنا بنفقہ علیہا کاروی البخاری فی صحیحہ شتا محمد بن مقاتل انا عبد اللہ انا زکویا عن الشیبی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الربین یرکب بنفقہ اذا کان مرہونا ولبن الدریشرب بنفقہ ولہذا الحکم من احسن الاحکام واعدلہا ولا صلح للراہن منہ وما عداہ نفاذتہ ظاہر فان الراہن قد یغیب ویتعد علی المرتن مطالبہ بالنفقہ الی تحفظ الربین ویثیق الربین ویثیق علیہ او یتذرفہ الی الحاکم واشبات الربین واشبات غیہ الراہن واشبات ان قدر نفقہ علیہ ہی قدر حلبہ وروکہ وطلبہ منہ الحاکم لہ بذلک وفی ہذا من العصر والجمہد والمشتہ ما نیانی الخلیفۃ المسیحہ فشرع الشارع الحکیم اقیم بمصلح العباد للمرتن ان یشرب لبن الربین یرکب ظہرہ وعلیہ نفقہ وبہذا مض القیاس وهو یخرج علی اصلین احدہما انہ اذا نفق علی الربین صارت النفقہ دینا علی الراہن لانه واجب الاداء علیہ ویتعر علیہ الا شہاد علی ذلک کل وقت واستیذان الحاکم فجزلہ الشارع استیفاء دینہ من ظہر الربین ودرہ را اعلام الموقعین نمبر ۰ ج ۶)

علامہ موصوف نے اس بحث کو نہایت وضاحت سے تحریر فرمادیا، تحریر بالا سے تین مذاہب معلوم ہوتے ہیں ایک مذہب امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ وغیرہ کا کہ انتفاع ناجائز ہے، ایک مذہب امام احمد رحمۃ اللہ وغیرہ کا کہ شے مرہونہ پر جتنا خرچ کیا ہو اسی قدر انتفاع جائز ہے تیسرا مذہب جو ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انتفاع شے مرہونہ سے جائز ہے اور اس میں یہ شرط فضول ہے کہ جس قدر خرچ کرے اتنا ہی لے کیونکہ انتفاع کے معنی نفع حاصل کرنا ہے جب مرتن نے اس پر صرف کیا تو اول تو اس کو اس کا حساب کتاب کرنا دشوار ہے دوسرے وہ اس کی حفاظت بھی کے گا تیسرے اگر وہ اسی قدر شے مرہونہ سے وصول کرے جس قدر اس نے صرف کیا ہے تو یہ انتفاع کہاں ہوایہ خواہ مخواہ کی دوسری ہے پس بقول امام ابن القیم و حضرت سید اسمعیل امیریمانی وغیرہ علیہم الرحمہ شے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے اور جب ان دو کا ثبوت برواقت صحیح ثابت ہے تو اور چیزوں کا بھی اس پر قیاس کر لینا چاہیے ناچیز کی تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے اور علماء اس پر روشنی ڈالیں گے ممکن ہے کہ انشاء اللہ مفضل اس مسئلہ پر لکھنے کی مجھے ضرورت ہو۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ شتائیہ امرتسری

جلد 2 ص 409

محدث فتویٰ